امت واحدہ کا منظر صرف جماعت احمدیہ میں نظر آئے گا۔
توحید کی حفاظت کرو خواہ جان و مال دے کر کرنی پڑے۔

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۶ / اگست ۱۹۹۳ء بمقام مسجد فضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور انور نے درج ذیل آیت کریمہ تلاوت کی۔

تَبٰرَكَ الَّذِيْ نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلٰى عَبْدِهٖ لِيَكُوْنَ لِلْعٰلَمِيْنَ نَذِيْرَا ۙ﴿۲﴾ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ﴿۳﴾ (الفرقان: ۲،۳)

پھر فرمایا:۔

جو توحید سے متعلق خطبات کا سلسلہ شروع تھا آج غالباً یہ اس کی تیسری اور آخری کڑی ہو گی۔ اس کے بعد پھر انشاء اللہ اس سے تعلق والا اگلا مضمون شروع ہوگا۔ مگر اس سے پہلے میں ایک دو جماعتوں سے متعلق اعلان کرنا چاہتا ہوں جن کی طرف سے درخواست آئی ہے کہ آج ہمارا جلسہ یا کوئی پروگرام شروع ہو رہا ہے ہمیں بھی اس خطاب میں شامل کرلیں اور اس ذریعہ سے ہمارے افتتاح میں شامل ہو جائیں۔

جماعت احمدیہ ملائشیا کا جلسہ سالانہ ۶، ۷، ۸/ اگست ۱۹۹۳ء کو منعقد ہو رہا ہے۔ امیر صاحب کی خواہش ہے کہ ان کو بھی پیش نظر رکھا جائے۔ جماعت احمدیہ روڈ ریگس Rodrigues یہ ماریشس کی

محنتوں کا پھل ہے جو اللہ نے اپنے فضل سے انہیں عطا کیا ہے۔ یہ ایک بڑا اجزیرہ ہے جس کی آزاد ریاست ہے۔ اس میں ماریشس کی جماعت کی کوششوں سے خدا کے فضل سے چند سال پہلے جماعت احمدیہ کا پودا لگا اور اب خدا کے فضل سے بہت مستحکم ہو چکا ہے۔ حال میں جو عالمی بیعتوں کا پروگرام تھا۔ اس میں بھی روڈ ریگس کی طرف سے خدا کے فضل سے بھر پور شمولیت ہوئی۔ ان کا پہلا جلسہ سالانہ ۸ راگست کو ہو رہا ہے۔ لیکن ان کی خواہش یہ ہے کہ ۶ راگست کے جمعہ میں ان کا ذکر کر دیا جائے اور وہی ان کا افتتاح سمجھا جائے۔ جماعت احمدیہ کینیڈا کی دوسری مرکزی تعلیم القرآن کلاس کی تاریخ ۶ راگست تا ۱۵ راگست مقرر ہوئی ہے اور ان کی بھی یہی خواہش ہے کہ آج کے خطبے کے ساتھ ان کی کلاس کا آغاز ہو۔

دنیا میں ہونے والے یہ مختلف جلسے اور اجتماعات اللہ تعالیٰ کے فضل سے اب جماعت احمدیہ کی عالمی دلچسپیوں کا ایک ایسا مرکزی نقطہ بنتے چلے جا رہے ہیں جو خلیفہ وقت کی ذات میں منعکس ہو کر مرکز بن جاتا ہے اور پھر اس کا انتشار ہوتا ہے۔ اس لئے اگر چہ یہ پھیلے ہوئے اجتماعات ہیں لیکن ان کو میں نے مرکزی نقطہ قرار دیا کیونکہ اس سے پہلے یہ ممکن نہیں تھا کہ میں دنیا میں ہونے والے اجتماعات میں ہر جگہ براہ راست شمولیت کرسکوں اور وہ براہِ راست ساری دنیا کی عالمگیر جماعت کے دل میں اتر رہے ہوں لیکن اب خدا کے فضل سے یہ ممکن ہو گیا ہے اور دن بدن یہ سلسلے پھیلتے چلے جائیں گے اور یہ بھی توحید ہی کا ایک کرشمہ ہے۔

درحقیقت یہ توحید کا وہی مضمون ہے جو میں بیان کر رہا ہوں۔ وہ جماعت جو خالصۃً للہ ہو، جو خدائے واحد و یگانہ پر کامل ایمان رکھتی ہو، ہر دوسری چیز اس کی نظر میں خدا کی وحدت کے مقابلہ میں ہیچ ہو اور بے حقیقت ہو اس پر خدا کا فضل اس طرح نازل ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اس جماعت کو بھی ایک وحدت میں تبدیل فرما دیتی ہے اور اللہ ہی کا تعلق ہے جو ایک عالمگیر وحدت کی شکل میں رونما ہوتا ہے ورنہ اور کوئی ذریعہ نہیں ہے کہ ہم ایک دوسرے کو اس طرح اپنے قریب پائیں حالانکہ ہمارے درمیان ظاہری فاصلے بھی بے شمار ہیں اور بعض دوسرے فاصلے بھی بیشمار ہیں۔ ظاہری فاصلوں سے یہ مراد ہے کہ آج انگلستان میں جو خطبہ دیا جا رہا ہے۔ روڈرگس آئی لینڈ جو انتہائی جنوبی علاقہ میں واقع ہے اس کا اور ملائشیا کا آپس میں کتنا فاصلہ ہے اور ہمارے ساتھ پھر کتنا فاصلہ ہے۔

اسی طرح کینیڈا شمال اور مغرب کی انتہا میں واقع ہے۔ تو یہ سارے ممالک اور ان کی دلچسپیاں جو جماعت کے گرد گھوم رہی ہیں وہ ایک مرکز کی شکل میں خلیفہ وقت کی ذات میں اکٹھی ہوتی ہیں اور پھر ساری دنیا کے دلوں میں دھڑکتی ہیں۔ اسی لئے میں نے دل کا لفظ استعمال کیا تھا کہ یہ ساری تقریبات جماعت کے دلوں میں داخل ہوتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کا بے شمار احسان ہے اتنے فضل ہیں کہ اگر ان کا تصور کریں تو انسان خدا تعالیٰ کے شکر سے اپنے آپ کو کلیۃً عاجز محسوس کرتا ہے **لیکن شکر جتنا بڑھے گا اتنے ہی فضل زیادہ نازل ہوں گے**۔ اسی ضمن میں اس سال کے جلسہ سالانہ سے متعلق بھی چند باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں۔ یہ جلسہ خدا کے فضل سے غیر معمولی تھا۔ یہ تو سب کو خیال تھا کہ غیر معمولی ہوگا۔ لیکن اتنا غیر معمولی یہ تو میرے تصور میں بھی نہیں تھا۔

عالمی بیعت کے سلسلہ میں سب دنیا سے فون آ رہے ہیں اور Faxes مل رہی ہیں۔ ایک بچی نے جو میری بیٹی عزیزہ مونا کی شادی میں شامل ہونے کے لئے یہاں آئی تھی فون کر کے کہا کہ میں ساری رات روتی رہی آپ نے پہلے کیوں نہیں بتایا کہ اتنا اہم جلسہ ہے۔ میں نے کہا، میں نے تو شادی سے پہلے اعلان کیا تھا، تنبیہ کی تھی کہ عزیزہ مونا کی شادی میں شمولیت ہرگز ضروری نہیں۔ جلسے میں شمولیت ضروری ہے اگر آپ نے شامل ہونا ہے تو اس شرط پر شامل ہوں کہ جلسے کو قربان کر کے شامل نہیں ہونا اس کے باوجود اگر غلطی کر گئے ہیں تو میں اور کس طرح سمجھاؤں۔ میں نے اس بچی سے کہا کہ میں اشٹام پیپر پر لکھ لکھ کے تو نہیں دے سکتا کہ فلاں چیز اتنی اہم ہے۔ اب مجبوری ہے، بہر حال خدا تعالیٰ نے فضل کیا کہ ایک عالمی نظارے کی صورت میں جماعت نے ہر جگہ دیکھ لیا لیکن جو کیفیت شامل ہونے والوں کی تھی اس کا بیان ممکن نہیں۔ یوں لگتا تھا کہ اللہ اترا ہوا ہے اور فرشتوں کی فوجیں نازل ہو رہی ہیں۔ ایک ایسی روحانی کیفیت تھی کہ اس کا تصور بھی باہر والا انسان نہیں کر سکتا حالانکہ ٹیلی ویژن پر سب کچھ دکھایا گیا اور احمدی بہت محظوظ ہوئے ہیں لیکن بیچ میں ہونا اور بات ہے اور باہر سے دیکھنا اور بات ہے۔ یہ جلسہ تمام وحدت کا ایک عظیم نشان تھا۔ اس جلسہ میں شامل ہونے والے مشرق و مغرب، شمال و جنوب سے آنے والے ایک دوسرے کو قومیت کے اختلاف کی نظر سے نہیں دیکھتے تھے۔ مختلف ممالک کے باشندوں کے طور پر نہیں دیکھتے تھے۔ بلکہ براہ راست روحوں کا روحوں سے ملاپ ہو رہا تھا۔ بیچ میں سے جسم غائب ہو رہے تھے۔

امر واقعہ یہی ہے کہ اس چیز کو غیروں نے محسوس کیا، ان غیروں نے جو پھر جلد اپنے بن گئے انہوں نے بشدت محسوس کیا۔ افریقہ کے ایک بہت معزز دوست جو پہلے عیسائی تھے اور کٹر عیسائی تھے یعنی کیتھولک عیسائی اور بڑے جوش کے ساتھ عیسائیت کے ساتھ تعلق رکھتے تھے انہوں نے کہا کہ ایک چیز میری سمجھ میں نہیں آتی تھی کہ کیا ہو رہا ہے۔ آپ جو بات کہتے تھے یوں لگتا تھا وہ دل سے نکلی ہے اور سیدھی دل میں اتر گئی ہے اور جو عالمی منظر تھا اس میں کوئی جغرافیائی قید نہیں تھی، ہر شخص ایک دوسرے کی روح کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ کہتے ہیں یہ دو باتیں ایسی ہیں جو دنیا میں کہیں اور دکھائی نہیں دے سکتیں اور واقعۃً ان کا یہ تجزیہ بالکل درست تھا میں نے ان سے کہا آپ نے بالکل سچی بات کہی، بڑے ذہین ہیں۔ بعینہٖ یہی دو کیفیات تھیں جن کو میں نے نمایاں طور پر محسوس کیا اور جہاں تک دوسروں سے تعلق کا سوال ہے ان کو میں نے سمجھایا کہ جماعت احمدیہ کا مزاج یہ ہے اور یہ خدا تعالیٰ کی وحدانیت کا پھل اور احسان ہے اور اس کا کرشمہ ہے اور اس کا فضل ہے کوئی قوم جو سچے معنوں میں مؤحد ہو جائے ناممکن ہے کہ جغرافیائی اور قومی تقسیمیں ان کو اور اس قوم کی وحدت میں پروئے جانے والوں کو ایک دوسرے سے الگ کر سکے بلکہ جب میں مثلاً افریقہ یا دوسرے ممالک میں دورہ پر جایا کرتا تھا تو واقعۃً کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی احساس نہیں ہوا کہ یہ نائیجرین ہے اور میں پاکستانی ہوں۔ یہ سیرالیونی ہے اور میں پاکستانی ہوں۔ یہ کینیڈین ہے اور میں پاکستانی ہوں یہ فجین ہے اور میں پاکستانی ہوں نہ کبھی اپنی پاکستانیت کا واہمہ بھی دل میں آیا، نہ ان کے مختلف قوموں سے منسوب ہونے کے تصور نے کبھی دل میں جھانک کے دیکھا بالکل یوں محسوس ہوتا تھا کہ ایک خدا کی پیدا کردہ روحیں ہیں جو ملاپ کر رہی ہیں، نہ بیچ میں جسم حائل، نہ رنگ حائل، نہ قومیت حائل۔ تو ان کو میں نے سمجھایا کہ یہ احمدیت کی سچائی کا نشان ہے اور اس کا بات نشان ہے کہ احمدی مؤحد ہیں کیونکہ اگر خدائے واحد پر سچا یقین ہے تو اس کے سوا اور کوئی نتیجہ نکل ہی نہیں سکتا اور سوائے ایسی جماعت کے جو توحید پرست ہو اور خالصۃً توحید پرست ہو کوئی دنیا کو امت واحدہ میں تبدیل نہیں کر سکتا۔ پس خدا تعالیٰ نے جو احسانات ہم پر فرمائے۔ ”لفظ فرمائے“ جو ماضی کا ذکر ہے یہ غالباً مناسب نہیں جو فرما رہا ہے، فرماتا چلا جا رہا ہے اور دن بدن ان کو بڑھاتا چلا جا رہا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ سب توحید ہی کا کرشمہ ہے۔ اگر ہمارے دل مؤحد رہیں ان معنوں میں جن معنوں میں حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کا

دل مؤحد تھا۔ تو یہ طبعی فضل ہیں جو خود بخود نازل ہوتے رہیں گے۔

توحید کے مضمون سے متعلق ایک بات یاد رکھنے کے لائق ہے کہ وہ مؤحد فرقے جن کے دلوں میں توحید سے سختی پیدا ہوتی ہے، جن میں رعونت پیدا ہو جاتی ہے جو دوسروں کو تحقیر کی نظر سے دیکھنے لگتے ہیں وہ لازماً مؤحد نہیں ہیں کیونکہ توحید کی وہ علامتیں جو نور مصطفوی ؐ کی صورت میں جھلکیں اور چمکیں اور کل عالم کو منور کیا۔ وہ صفات یہ صفات نہیں۔ توحید کی وہ صفات جو حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے دل پر جلوہ گر ہو کر آپ ؐ کی فطرت کا جزو بن گئی تھی، کوئی فرق باقی ہی نہیں رہا تھا، وہ توحید کا منظر تھا اگر کسی نے دیکھنا ہو تو اس کو دیکھے اگر آنکھوں میں دیکھنے کی طاقت ہو تو اس نظارے سے لطف اندوز ہو۔ کامل انکسار بن گئے تھے توحید کے بعد، تمام دنیا کے لئے مجسم رحمت بن گئے تھے، چھوٹے بڑے کی سب تفریق مٹ گئی تھی، قومیت کی ہر تفریق اس طرح زائل ہو گئی تھی جیسے نور کے آنے سے اندھیرے زائل ہو جاتے ہیں۔ یہ وہ حقیقی توحید کا منظر ہے جو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات بابرکات میں چمکا ہے یہ وہی نور ہے جس کا قرآن کریم نے ذکر فرمایا ہے کہ نُوۡرٌ عَلٰی نُوۡرٍ (النور: ۳۶) وہ نور توحید کا نور تھا جو پہلے ہی آپ کے دل میں جلوہ گر تھا اسی نور نے آسمان کے نور کو کھینچا ہے اور ان دونوں نوروں کے ملنے سے محمد مصطفی ﷺ دنیا میں جلوہ گر ہوئے۔

پس یہ وہ توحید ہے جس کی میں جماعت کو تعلیم دیتا ہوں۔ ایسی توحید جس کے نتیجے میں بنی نوع انسان سے محبت بڑھتی چلی جائے۔ ایسی توحید جس کے نتیجے میں تمام فاصلے قطع ہو جائیں اور باوجود فاصلوں کے ہم ایک دوسرے سے ملے ہوئے محسوس ہوں۔ کوئی جغرافیائی حدود ہماری راہ میں حائل نہ رہیں، کوئی رنگ و نسل کی تمیز ہماری راہ میں حائل نہ رہے۔ ہم بحیثیت انسان ایک دوسرے سے محبت کریں، بحیثیت انسان ایک دوسرے کو دیکھیں اور بحیثیت انسان ایک دوسرے کے دلوں کے ساتھ ہماری دھڑکنیں ہم آہنگ ہو جائیں یہ مؤحد کی نشانی ہے۔ اللہ نے اپنے فضل سے ہمیں مؤحد بنایا ہے اس توحید کی حفاظت کرو خواہ جان دے کر حفاظت کرنی پڑے، مال قربان کر کے حفاظت کرنی پڑے۔ خدا تعالیٰ کی رحمت کا یہ وہ سب سے پیارا پھل ہے جو ہمیں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی تعلیم اور آپ ؐ کے اسوہ کے ذریعہ عطا ہوا ہے۔ اس کے سوا دنیا میں کوئی قوم توحید کا حقیقی نظارہ پیش نہیں کر سکتی۔ دیکھیں عیسائیت بھی تو دنیا میں پھیل رہی ہے بڑی تیزی سے پھیل رہی ہے مگر کہاں قوموں کو

عیسائیت نے ایک جان بنایا ہے اور دوسرے مذاہب اور فرقے ہیں وہ بھی اپنے اپنے زور مار رہے ہیں کوشش کر رہے ہیں کہ دنیا پر غلبہ ہو لیکن **امتِ واحدہ بنانے کا منظر جماعت احمدیہ کے سوا کل عالم میں آپ کو کہیں دکھائی نہ دے گا۔ اس کا تعلق دلوں کی سچائی سے ہے، اس کا تعلق روحوں کے تقویٰ سے ہے۔ وہ روحیں جو خدا تعالیٰ سے محبت کرتیں اور خدا کا خوف رکھتیں ہیں وہی تقویٰ ہے جو نور بناتا ہے۔ وہی تقویٰ ہے جو کل عالم کو روشن کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ** اور اسی کی حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے ہمیں نصیحت فرمائی ہے۔ جب فرمایا کہ

"ہماری جماعت کی ترقی بھی تدریجی اور کَزَرْعٍ ہوگی اور وہ مقاصد اور مطالب اس بیج کی طرح ہیں جو زمین میں بویا جاتا ہے وہ مراتب اور مقاصد عالیہ جن پر اللہ تعالیٰ اس کو پہنچانا چاہتا ہے ابھی بہت دور ہیں وہ حاصل نہیں ہو سکتے۔ جب تک وہ خصوصیت پیدا نہ ہو جو اس سلسلہ کے قیام سے خدا کا منشاء ہے توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔" (ملفوظات جلد ۲: ۶۷)

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا جماعت کے اعلیٰ مقاصد سے متعلق یہ پہلا تصور ہے۔ کہ یہ ہو تو پھر یوں ہو جائے آگے پھر تین باتیں اور بیان ہوئی ہیں جن کے متعلق انشاء اللہ میں بعد میں بیان کروں گا۔ اس ضمن میں مضمون کو آگے بڑھانے سے پہلے یہ بیان کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ وہ افریقہ کے مجاہدین جنہوں نے غیر معمولی اخلاص اور جان کاہی کے ساتھ خدمت کی ہے وہ خصوصیت سے جماعت احمدیہ عالمگیر کی دعاؤں کے مستحق ہیں۔ خدمت کرنے والوں میں خدا تعالیٰ کے فضل سے ہر ملک کو حصہ ملا ہے، کوئی ملک ایسا نہیں رہا، جہاں والہانہ جذبوں کے ساتھ عالمگیر بیعت میں شمولیت کے لئے احمدیوں نے تیاری نہ کی ہو، کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنہوں نے نوکریوں سے چھٹیاں لے لیں، کچھ ایسے تھے جنہوں نے اپنی تجارتوں کو اپنے بچوں کے سپرد کیا اور کہا یہ تین چار مہینے ہم سے کوئی اور بات نہ کرو۔ ان کے جو خطوط مل رہے ہیں ان سے پتا چلتا ہے کہ اس کے بعد وہ تھکے نہیں بلکہ جذبے پہلے سے بھی زیادہ شدت کے ساتھ بیدار ہوئے ہیں اور ہیجان کی کیفیت کم ہونے کی بجائے اور زور پکڑ گئی ہے۔ چنانچہ انہی میں سے ایک آدمی کا مجھے خط ملا کہ تین مہینے کا کام سمجھ کے میں نے بڑے جوش سے حصہ لیا اب تو یوں لگتا ہے کہ اس کام کو میں کبھی چھوڑ ہی نہیں سکتا اور ہر

دوسری چیز کو قربان کر سکتا ہوں۔ مگر جو لطف مجھے ان تین مہینے میں خدمت کا آ گیا ہے ساری زندگی میں کبھی ایسا لطف محسوس نہیں ہوا۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ انشاء اللہ تعالیٰ باقی سب بھی اسی جذبے سے معمور ہوں گے لیکن افریقہ میں جن خدمت کرنے والوں کا میں نے ذکر کیا ہے ان کا پھر بھی اپنا الگ مقام ہے۔ ان کو خدا تعالیٰ نے غیر معمولی قربانیوں کی توفیق عطا فرمائی۔ ایک بہت ہی بااثر اور بارسوخ پیراماؤنٹ چیف نے مجھ سے بیان کیا کہ میری احمدیت کی وجہ تو دراصل آپ کے مبلغین کی قربانیاں ہیں۔ کہتے ہیں ایسے علاقے ہیں جہاں ہم بھی رہنے سے ڈرتے ہیں۔ خوفناک مچھر خوفناک کیڑے مکوڑے، سانپ، بچھو، ہر قسم کے گند ہر قسم کے ایسے زہریلی قسم کے کیڑے ہیں جو جسم میں داخل ہوتے ہیں تو پھر نکالے نہیں جاسکتے ایک زندگی کا عذاب بن جاتے ہیں، کسی چیز کی پرواہ نہیں کی، دریاؤں سے گزرے جنگلوں میں گئے اور بار بار آ کر منتیں کرتے تھے کہ خدا کے لئے مان جاؤ، خدا کے لئے مان جاؤ کہتے ہیں اتنا درد تھا، اتنی بے قراری تھی ان کی اپیلوں میں کہ آخر میری ہمت جواب دی گئی میں نے کہا ٹھیک ہے تم ٹھیک کہتے ہو۔ کہتے ہیں جب میں نے یہ فیصلہ کیا تو اچانک دنیا ہی اور دکھائی دی یوں لگتا تھا یہاں سب نور ہی نور ہے اور دوسری طرف کچھ بھی نہیں۔ یہ غیر معمولی قربانی کرنے والے ہیں ان کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔ جو حصہ لینے والے ہیں ان کی فہرست تو بہت ہی لمبی ہے۔ لیکن جو یہاں تشریف لا سکے ہیں۔ یہ وہ ہیں جنہوں نے ایک دوسرے سے سبقت کے میدان میں غیر معمولی کارہائے نمایاں ادا کئے یا مثلاً ان ملکوں کے امیر ہیں۔ ان کی فہرست تو بہت ہی لمبی ہے لیکن جو یہاں تشریف لا سکے ہیں۔ ان سب کو جن کو یہاں آنے کی توفیق ملی ہے چونکہ میں مل چکا ہوں ان کے متعلق میں جانتا ہوں، ان کے ناموں کی فہرست میرے سامنے ہے وہ میں پڑھ کے سنانا چاہتا ہوں تا کہ ان کو بھی اور ان کے پیچھے رہنے والوں کو بھی آپ اپنی دعاؤں میں خصوصیت سے یاد رکھیں۔

انشاء اللہ انہوں نے واپس جا کر پھر از سر نو کام شروع کرنے ہیں یہ بھی دعائیں کریں کہ اللہ تعالیٰ خیر و عافیت سے واپس لے کے جائے ان کے عزم اور حوصلے میں کوئی کمی نہ آئے بلکہ نیا جوش پیدا ہو اللہ ان کے عزموں کی حفاظت فرمائے۔ ان کو پورا کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور اگلا سال اس سے بھی کئی گنا زیادہ شان و شوکت کے ساتھ تمام دنیا کو حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے جھنڈے تلے جمع کرنے والا سال بنے اور امت واحدہ بننے کے جو نظارے ہم دیکھ رہے ہیں ان کی چمک ہمیشہ

چکا چوند بن کر ہمارے سامنے ظاہر ہو۔لیکن ایسی چکا چوند نہ ہو جو نظروں کو اندھا کر دیتی ہے۔ایسی چکا چوند ہو جو دلوں کو بصیرت سے بھر دیتی ہے اور نیا نور عطا کرتی ہے۔خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔ نائیجیریا کے عبدالرشید اغبولہ (Abdul Pashed Agbola) جو امیر ہیں۔ان کی قیادت میں الحاج ایم ایم حبیبو (M.M Habibou Elhadj) حسین سنمونو (Hussain Sunmonu) الحاج بشیر احمد اوجوے (Alm. Ahmad Alhassan) احمد الحسن (Alh.Bashir Ojoye) الحاج ایم اے نوح (Alh. M.A. Nuhu) الحاج ابراہیم نوک (Alh. Ibrahim Nok) یہ تشریف لائے ہوئے ہیں۔

بینن میں بھی خدا تعالیٰ کے فضل سے بہت اچھا کام ہوا ہے۔وہاں سے ہمارے نائب امیر الحاج بسیرو راجی صاحب (Alh. Bassirou Raji) تشریف لائے ہیں۔

ماریشس سے امین جواہر، منیر جواہر اور مذکر جواہر (Mozakir Jonahir) یہ تشریف لائے ہیں۔میں نہیں جانتا کہ ان میں سے ہر ایک نئے تبلیغ میں بھر پور حصہ لیا ہے یا نہیں لیکن ماریشس کی نمائندگی کی بہر حال ان کو توفیق مل رہی ہے۔

سیرالیون کے خلیل احمد مبشر جو ساری عالمی تبلیغ کی دوڑ میں اول آئے ہیں اور سالہا سال سے سیرالیون نے یہ جھنڈا سب سے بلند رکھا ہوا ہے۔یہ اور ان کے ساتھی، خدمت کرنے والے احمدیت کی خدمت میں جاں نثاری دکھانے والے، عزیز الرحمٰن صاحب ہیں۔حنیف احمد، افتخار احمد گوندل، پاپی بی آئی سماکا مارا (Pa. P.C.B.I. Samaka Mara) عبد السلام کمارا (Abdul Salam Kamara) پادورے احمد کمارا (Pa Doure Ahmad Kamara) شیخ یونس کانو (Sh. Uniskhanu) پاباقی (Pa Baki)

پھر گیمبیا جو اپنے تین ملکوں Unis-Kano کے گروپ کے ساتھ دوسرے درجے پر آیا ہے۔اس کے داؤد احمد حنیف امیر صاحب، عنایت اللہ زائد، منور احمد خورشید، یہ دونوں عنایت اللہ زائد اور منور احمد خورشید وہ ہیں۔جنہوں نے سینیگال میں خصوصی طور پر تبلیغی مہم چلائی اور غیر معمولی خدا کے فضل سے کامیابیاں نصیب ہوئیں۔اسی طرح منصور احمد مبشر ہیں، عبدالقادر بھٹی صاحب ہیں۔

وہ معلمین جو مقامی معلمین ہیں اور تبلیغی کامیابی میں بہت بڑا سہرا ان کے سر ہے اگر یہ

ممد و معاون نہ ہوتے تو شاید کوائف کی شکل بالکل اور ہوتی۔ میں نے خود دورے میں دیکھا ہے افریقین معلمین خدا کے فضل سے بہت ہی روشن دماغ ہیں اور ایسی اچھی تقریریں کرتے ہیں کہ آدمی وجد میں آ جاتا ہے اور ترجمہ کرنے کا ایسا فن رکھتے ہیں کہ دنیا میں شاید کسی قوم کو نصیب نہ ہوا ہو۔ ہمارے ہاں بھی ترجمہ کیا جاتا ہے لیکن پاکستان سے شکایت ملی کہ انگریزی سے آپ کی مجالس سوال و جواب کا جو اردو ترجمہ ہو رہا تھا اس سے بالکل تسلی نہیں ہوتی تھی۔ ایک صاحب آئے پھر دوسرے صاحب آئے لیکن بات بنی نہیں۔ کیوں کہ لوگ انگریزی بھی سمجھ رہے تھے اردو بھی سمجھ رہے تھے وہ ساتھ ساتھ موازنہ کر رہے تھے لیکن دوسرے ترجمے جو ہیں وہ اچھے ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ جو افریقین ہیں یہ تو ایسا اچھا ترجمہ کرتے ہیں، بعض دفعہ میں بھول جاتا تھا کہ ترجمہ ہونا ہے آدھا آدھا گھنٹہ مسلسل خطاب کرتا تھا بیٹھتا تھا تو ایک افریقین معلم ترجمے کے لئے کھڑا ہو جاتا تھا اور چونکہ جو بات کہی جائے اس کے مضمون سے ایک انسان کا رابطہ رہتا ہے زبان نہ آنے کے باوجود علم ہو جاتا ہے کہ اس وقت کیا کہہ رہا ہے۔ تو میں حیرت سے دیکھتا رہ گیا کہ تمام مضمون من وعن بیان کیا اور جس موقع پر جوش اٹھنا چاہئے اسی موقع پر لوگ جوش سے کھڑے ہوتے تھے اور نعرہ ہائے تکبیر بلند ہوتے تھے۔

یہ جو مقامی معلمین ہیں ان سے اور بھی زیادہ استفادہ کرنا چاہئے ان کا خیال رکھنا چاہئے ان کی دلداری کرنی چاہئے، ان کی ضرورتیں پوری کرنی چاہئیں۔ تمام افریقہ کے امراء کو میں نصیحت کرتا ہوں کہ کیڈر کا حساب چھوڑیں۔ جو خدمت دین میں پیش پیش ہیں ان کی ہر قسم کی ذاتی، خاندانی ضروریات پر ویسے نظر ہونی چاہئے۔ دورے کے وقت ایک موقع پر میں نے ایک امیر سے بڑا ناراضگی کا اظہار کیا تھا کہ یہ قانون کو لے کے بیٹھ گئے کہ جی اس کو اتنی تنخواہ ملنی چاہئے اس کو اتنی ملتی چاہئے۔ میں نے کہا جماعت کا ایک اور بھی قانون ہے کہ تنخواہوں کے علاوہ جو آپ کے ملازم نہیں بھی ہیں اس کی بھی جو جائز ضرورتیں ہیں جہاں تک توفیق ہو جماعت کو پوری کرنی چاہئیں۔ پس اپنے کارکنان کا خیال رکھنے کا سب سے زیادہ ذمہ وار وہ شخص ہے جس کے ماتحت کچھ خدمت کرنے والے ہیں۔ اگر عام قانون اجازت نہیں دیتا تو دوسرا قانون تو وہ ایسا ہے جس کی کوئی حد نہیں۔ مجھے مطلع کیا کریں، بتائیں کہ ہماری فلاں جگہ اتنے خدمت کرنے والے ہیں۔ ان کی غیر معمولی ضرورتیں ہیں۔ ان کو انشاء اللہ تعالیٰ پورا کیا جائے گا تا کہ خوشی کے ساتھ بغیر کسی فکر کے یہ اس میدان

میں دندناتے ہوئے آگے بڑھتے رہیں اور ان کے اندر غیر معمولی تبدیلی پیدا کرنے کی طاقتیں اللہ تعالیٰ نے رکھی ہوئی ہیں۔ یہی وہ لوگ ہی جو کویت سے آئے ہوئے علماء سے اس طرح ٹکراتے ہیں کہ شیروں کی طرح ان کا مقابلہ کرتے ہیں اور کوئی ان کی پیش نہیں جاتی۔ لوگ سمجھتے ہیں کہ جماعت احمدیہ شاید لاعلمی میں پھیل رہی ہے لوگوں کو پتا ہی نہیں کہ جماعت پر کیا اعتراض ہو رہے ہیں حالانکہ بعض جگہ خصوصیت سے رابطہ عالم اسلامی کے بھیجے ہوئے مبلغین، ان کا بھیجا ہوا پیسہ اور ان کے لائے ہوئے وعدے، یہ سارے جماعت کی مخالفت میں پورے زور سے کام کر رہے ہیں اور خدا کے فضل سے ہمارے جو مقامی مبلغ اور معلمین مل کر ان کا جواب دیتے ہیں اور لوگ ان کی لالچوں کو بھی رد کر دیتے ہیں اور ان کے جھوٹے دلائل کو بھی رد کر دیتے ہیں۔

پس جو احمدی ہو رہا ہے دشمن سے علی الرغم ہو رہا ہے، سب باتیں جان کر پہچان کر ہو رہا ہے۔ مجھ سے اس موقع پر بھی ایک چیف صاحب نے کہا کہ ہمیں لالچیں دی گئیں اور کہا کہ اتنی بڑی مسجد بنا کر دیں گے، اتنا بڑا مدرسہ بنا کر دیں گے۔ ہم یہ کریں گے ہم وہ کریں گے، میں نے کہا میں آپ کی لالچوں کو پاؤں کی ٹھوکر پر بھی نہیں رکھتا، مجھے خدا نے روشنی دی ہے، نور عطا کیا ہے میں اور میری قوم ثابت قدم رہیں گے، چنانچہ ان کو دھتکار کر وہاں سے نکال دیا۔ تو یہ معلمین بھی خدا کے فضل سے اس معاملے میں بہت اچھا کام کر رہے ہیں اور ہمارے پاکستان سے آئے ہوئے، قربانی کرنے والوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔

موسیٰ چان (Mr. Moussa Chan) ہیں۔ جنہوں نے غالباً گنی لساد ہیں میں بہت اچھا کام کیا ہے۔ اسماعیل ترارے (Ismail Traore) ہیں اسی طرح سعید ومان (Saidus Manneh) ہیں اور صالح جابی (Sally Jabbie) ہیں اور ثناء چام (Sana Cham) ہیں۔ پھر آئیوری کوسٹ سے مکرم (Couli Bali Boulass) ہیں۔ یہ وہاں کے امیر ہیں اور عبد الرشید انور نائب امیر ہیں۔ آدم معاذ کوبالی (Adam Moaz Coli Bali) یہ وہی ہیں جنہوں نے ابھی اذان دی تھی۔ آدم معاذ یہ مالی کے رہنے والے ہیں وہاں سے یہ وقف کر کے آئے تھے آئیوری کوسٹ سے تعلیم حاصل کی اور اب آئیوری کوسٹ میں جو تبلیغ کا نیا دور چلا ہے۔ اس میں سب سے زیادہ نمایاں کردار ادا کرنے والے ہیں ماشاءاللہ چشم بددور۔ پھر تومے طاہر احمد (Tome

Tahir Ahmad) ہیں اور نمائندہ وزیر دفاع Konan Emile Oje ہیں اور Toranm Fanny جو نمائندہ وزیر داخلہ ہیں (ان کے نام ویسے معززین کے طور پر لکھ دیئے گئے ہیں میں صرف ان مبلغین کا ذکر کرنا چاہتا تھا جنہوں نے دعوت میں کوشش کی ہے)

بورکینا فاسو سے محمد ادریس شاہد صاحب ہمارے امیر ہیں۔ ابراہیم سانفو (Ibrahim Sanfo) ان کے ساتھ بہت بڑی خدمت کرنے والے، اسحاق تراورے (Issaq Traore) ہیں، محمد ساباپانبا (Mohammad Sabanba) ہیں۔

یہ چند نام ہیں جو جلدی میں تیار کر کے مجھے دیئے گئے ہیں۔ مگر خدمت کرنے والوں کی فہرست بہت وسیع ہے۔ کیونکہ سارے افریقہ پر پھیلے ہوئے خدام دین ہیں۔ جنہوں نے حقیقت میں اپنی کوششوں کو درجہ کمال تک پہنچایا ہے اور دعاؤں نے ان کوششوں کو بارآور فرمایا ہے۔ ان کی ساری عاجزی اور دعاؤں نے اللہ تعالیٰ کے فضل سے ان پر رحمتوں کی بارشیں برسائیں اور بہت اچھے اچھے پھل ملے۔ پس یہ جو عالمی توحید کا عجیب منظر آپ نے دیکھا اس میں یہ سب خدام ہیں اور وہ بھی جن کے نام نہیں لئے جاسکتے ان سب کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جو ''توحید کے اقرار میں بھی خاص رنگ ہو۔'' فرمایا ہے۔ اس خاص رنگ کا نمونہ سب سے اعلیٰ اور افضل اور درجہ کمال کو پہنچا ہوا۔ حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے اسوہ حسنہ میں ملتا ہے۔ اس سلسلہ میں کچھ احادیث میں آپ کے سامنے پہلے پیش کر چکا ہوں۔

ایک حدیث اور رکھتا ہوں۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور اقدس ﷺ جب اللہ کا ذکر فرماتے تھے۔ تو اس سے ایسی عظیم قوت پیدا ہوتی تھی کہ سننے والا لازماً یقین کرتا تھا کہ یہ ایسا ذکر کرنے والا ہے جس کا خدا کی ذات سے ایک تعلق ہے، اس کی بات میں غیر معمولی طاقت ہے۔ اس کا ایک نمونہ مسلم کتاب الجمعہ کی ایک حدیث میں ہے۔ حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے ہیں کہ قبیلہ ازوشنوء کا ایک آدمی جس کا نام ضماد تھا مکے آیا۔ وہ دم درود جھاڑ پھونک سے کام لیتا تھا۔ اس کو حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہ بتایا گیا کہ آپؐ کو دیوانگی کا دورہ پڑ گیا ہے۔ یعنی نعوذ باللہ آپ دیوانہ ہو گئے ہیں اور چونکہ یہ دم درود کرتا تھا، جھاڑ پھونک سے کام لیتا تھا اور اس کے دل میں ویسے سچی ہمدردی، انسانیت کا جذبہ پایا جاتا تھا۔ اس لئے کوشش کر کے آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی

خدمت میں پہنچا اور عرض کیا کہ اے محمد ﷺ میں دیوانگی کی اس بیماری کا دم کرتا ہوں امید ہے کہ اللہ تعالیٰ میرے دم کی وجہ سے آپؐ کو شفا دے گا۔ آنحضرت ﷺ نے جب یہ بات سنی تو اس پر آنحضرت ﷺ نے ضماد کے سامنے یہ کلمات بیان فرمائے۔

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ، نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِىَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ. وَاَشْهَدُاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ. اَمَّا بَعْد قَالَ فَقَالَ، اَعِدْ عَلَىَّ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ فَاَعَاوَهُنَّ عَلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَ فَقَالَ لَقَدْ سَمِعْتُ قَوْمَ الْكَهَنَةِ وَقَوْلَ السَّحَرَةِ وَقَوْلَ الشُّعَرَاءِ فَمَا سَمِعْتُ مِثْلَ كَلِمَاتِكَ هٰؤُلَاءِ. وَلَقَدْ بَلَغْنَ نَاعُوْسَ الْبَحْرِ قَالَ فَقَالَ هَاتِ يَدَكَ اُبَايِعْكَ عَلَى الْاِسْلَامِ فَقَالَ فَبَايَعَهٗ. (صحیح مسلم کتاب الجمعہ حدیث نمبر:۱۴۳۳)

سب تعریف اللہ ہی کے لئے ہے سو ہم اسی کی حمد کرتے ہیں ہم اسی سے مدد چاہتے ہیں۔ جسے اللہ تعالیٰ ہدایت دے اسے کوئی گمراہ نہیں کر سکتا اور جسے وہ گمراہ ٹھہرائے اسے کوئی ہدایت نہیں دے سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور محمدؐ اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اس کے بعد آپؐ کچھ فرمانے لگے تو ضماد نے کہا ذرا یہی کلمات دہرائیے، دوبارہ فرمائیے۔ آنحضور ﷺ نے یہی کلمات تین دفعہ دہرائے۔ اس پر ضماد نے کہا میں نے بڑے بڑے کاہنوں اور جادوگروں کا کلام سنا ہے شعراء کو بھی سنا ہے لیکن ایسا پرتاثیر کلام میں نے کبھی کسی سے نہیں سنا جیسا آپؐ نے سنا ہے۔ یہ تو سمندر کی گہرائی تک اتر جانے والا کلام ہے ہاتھ بڑھایا اور کہا میری بیعت لیجئے چنانچہ وہ اسی وقت آپؐ کے ہاتھ پر اسلام قبول کر کے مسلمان ہوا۔ یہ کلمات تو روزمرہ آپ سنتے ہیں۔ لیکن سوال یہ ہے کہ کہنے والا کون ہے اور پڑھنے والا کون ہے کلمات اپنی ذات میں زندہ بھی ہو سکتے ہیں اور مردہ بھی ہو سکتے ہیں یہ تو برتن ہیں، ان برتنوں کو کس چیز سے بھرا گیا ہے۔ پس ویسے ہی کلمات وہی کلمات ایک ایسا شخص جو دل سے ان کے مضامین میں ڈوبا ہوا ہو پڑھے تو اس کا کچھ اور اثر ہوتا ہے اگر کوئی سرسری طور پر ظاہری زبان سے پڑھتا ہے تو اس کا کوئی اور اثر ہوتا ہے۔

کلام پڑھنے والے، خواہ نثر پڑھتے ہوں یا نظم پڑھتے ہوں، ان کی طاقت کا راز دان ان کے دل کی سچائی میں ہے۔ اگر وہ جان ڈال کر ایک کلام کو پڑھتے ہیں اور اپنے وجود پر اس کا مضمون طاری کر کے پڑھتے ہیں تو اس سے غیر معمولی قوت پیدا ہو جاتی ہے۔ پس توحید کا اعلان اس شان کے ساتھ کریں جس شان سے اقدس محمد رسول اللہ صلی ﷺ نے آپ کو توحید کے اعلانات کر کے دکھائے اور یہی بظاہر سادہ سے کلمات ہیں جن میں عظیم طاقت پیدا ہو جاتی ہے اور ہو جائے گی۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ کی دعا کے متعلق ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آپؐ یہ دعا مانگا کرتے تھے گویا آپؐ کا یہ دستور تھا۔ یہ دعا آپؐ کو پسند تھی۔

> ’’اے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتا ہوں تجھ پر توکل کرتا ہوں۔ تیری طرف جھکتا ہوں تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ اے میرے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں تو مجھے گمراہی سے بچا۔ تو زندہ ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں۔ جن وانس سب کے لئے فنا مقدر ہے۔‘‘ (مسلم کتاب الذکر حدیث نمبر:۴۸۹۴)

جس توحید کا میں نے ذکر کیا تھا وہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی تخلیق پر منتج ہوتی ہے۔ وہ ایسا عظیم الشان عجز پیدا کرتی ہے کہ جتنا زیادہ توحید کا مقام بلند ہوتا چلا جاتا ہے اتنا ہی زیادہ وہ مؤحد عجز کے سمندر میں ڈوبتا چلا جاتا ہے یا عجز کی سرزمین پہ خاک بن کے بچھ جاتا ہے۔ یہ دیکھیں آنحضور ﷺ کی دعا میں بار بار اس کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ کس طرح توحید نے آپؐ کو خدا کا سب سے عاجز بندہ بنا دیا۔ جب ہم کہتے ہیں کہ آنحضور ﷺ انسانوں میں سب سے ارفع ہیں تو اس کا لازمی نتیجہ یہ نکلے گا کہ آپؐ سب سے زیادہ عاجز تھے کیونکہ آنحضور ﷺ ہی نے ایک موقع پر فرمایا **اذا تواضع العبد رفعه الله الى السماء السابعة بسلسلة**۔ (کنز العمال، جلد۳ صفحہ:۱۷۷) یہ حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے گویا آپؐ کو فرمایا ہے کہ جب میرا کوئی بندہ عاجزی اختیار کرتا ہے تو میں اس کا ساتویں آسمان تک رفع کرتا ہوں۔ اس حدیث کا معنی یہ ہے کہ عاجزی کی حد اس کے رفع کی حد مقرر کرتی ہے۔ جتنا جھکتا ہے اتنا ہی بلند تر آسمان کی طرف اٹھایا جاتا ہے۔ **بسلسلة** کے الفاظ نے اس مضمون کو کھول دیا۔ زنجیر کڑیوں سے بنی ہوتی ہے۔ پس جس کڑی تک کوئی انسان خدا کے

حضور جھکتا ہے اور بندوں میں بھی عاجزی اختیار کرتا ہے اسی حد تک اس کی رفعتوں کی بلند کڑیوں تک اس کا مقام پہنچایا جاتا ہے۔ اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ جہاں آنحضورﷺ نے تمام بنی نوع انسان کو یہ خوشخبری دی ہے کہ اگر آسمانی رفعتوں کی تمنا رکھتے ہو اور ساتویں آسمان تک جانے کی بھی امیدیں ہیں تو اللہ فرماتا ہے عجز اختیار کرو۔ عاجزی کے نتیجے میں تمہیں رفعتیں ملیں گی۔ یہ نصیحت تمام بنی نوع انسان کو ہے لیکن آنحضرتﷺ عجز کے مقام میں چونکہ سب سے بڑھ گئے تھے اس لئے معراج میں آپ کا مقام سات آسمانوں سے اوپر دکھایا گیا۔ پس جب میں یہ کہتا ہوں کہ آپؐ سب سے زیادہ عاجز بندے تھے اس میں ایک ادنیٰ بھی شک نہیں کیونکہ قرآن اور سنت سے سو فیصد یہ بات ثابت ہے کہ آپؐ کا عجز کا مقام تمام بنی نوع انسان میں سب سے بڑھ کر تھا ورنہ آپؐ کی رفعتوں کا مقام انسانی تصور کی حدوں سے باہر نہ ہوتا اور یہ باتیں کسی بڑے بڑے اعلانات میں آپ کو دکھائی نہ دیں گی۔

آنحضورﷺ کی روزمرہ دعاؤں سے یہ عجز اس طرح ٹپکتا ہے جیسے بچے کے لئے ماں کی چھاتی سے دودھ برستا ہے اس طرح بنی نوع انسان کے لئے آپؐ کی محبت اور عجز کا دودھ ٹپکنے لگتا ہے۔ عرض کرتے ہیں اے اللہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں، تجھ پر ایمان لاتا ہوں اب فرمانبرداری کو پہلے رکھا ہے اور ایمان کو بعد میں حالانکہ بظاہر انسان یہ توقع رکھتا ہے کہ پہلے ایمان آئے گا پھر فرمانبرداری ہوگی لیکن ایک مومن جب فرمانبرداری کرتا ہے تو اس کا ایمان بڑھتا ہے اور پھر فرمانبرداری کی کوکھ سے ایمان پیدا ہوتا ہے۔ آنحضرتﷺ تو اول ایمان لانے والے ہیں۔ اس لئے جب آپؐ ترتیب بدلتے ہیں تو اس میں گہری حکمت ہوتی ہے۔ میں اس سے یہ مضمون سمجھتا ہوں کہ اے اللہ میں جب تیری فرمانبرداری کرتا ہوں تو میرا ایمان تجھ پر بڑھتا چلا جاتا ہے کیونکہ ہر فرمانبرداری کے نتیجے میں غیر معمولی برکتوں کے پھل ملتے ہیں، تیری رضا حاصل ہوتی ہے اور یہاں ایمان سے مراد وہ ہے جو تجربے کا ایمان ہے جس طرح ماں باپ بار بار احسان کرتے ہیں تو بچے کا ماں باپ پر ایمان اور رنگ میں بڑھتا جاتا ہے۔ تو عرض کیا کہ میں تیری فرمانبرداری کرتا ہوں تجھ پر ایمان لاتا ہوں اور تجھ پر توکل کرتا ہوں۔ یہ بھی اسی کے ساتھ تعلق رکھنے والا مضمون ہے کہ جب بار بار فرمانبرداری کے نتیجے میں خدا تعالیٰ رحمتیں لے کر نازل ہوتا ہے تو توکل بڑھتا ہے، یقین ہو جاتا ہے کہ یہ بے سہارا چھوڑنے والی ذات نہیں ہے۔ تیری طرف جھکتا ہوں توکل کے بعد جھکنا ضروری

ہے۔ یاد رکھیں توکل سے یہ مراد نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ پر توکل کیا ہے اس لئے خدا آپ ہی کرے گا۔ توکل کے ساتھ ایک عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ توکل کر کے انسان کا عجز اختیار کرنا ایک لازمی حصہ ہے۔ جس کے نتیجے میں توکل کو تقویت ملتی ہے پھر عرض کیا! تیری مدد سے دشمن کا مقابلہ کرتا ہوں۔ مقابلہ تو کرتا ہوں لیکن میں اپنی ذات میں کچھ بھی نہیں۔ پس میں تیری مدد سے ضرور غالب آؤں گا۔ اے میرے اللہ میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں۔

سب پناہوں سے بڑی اللہ کی عزت کی پناہ ہے کیونکہ خدا کو اپنی عزت کی سب سے زیادہ غیرت ہے۔ جو شخص خدا کی عزت کی پناہ میں آ جائے کوئی دنیا کی طاقت اس کا بال بیکا نہیں کر سکتی کیونکہ اگر اس پر کوئی طاقت حملہ کرے گی تو اللہ کی عزت پر حملہ کرے گی اور سب سے زیادہ خدا اپنی عزت کے لئے غیور ہے۔ کوئی عام انسان یہ دعا سوچ ہی نہیں سکتا۔ جتنا مرضی اپنے دماغ کو لڑا کے دیکھ لیں جس کو گہرا عرفان الٰہی نصیب نہ ہو اس کے ذہن میں یہ دعا آ ہی نہیں سکتی۔ ورنہ کہیں گے میں تیرے جبروت کی پناہ میں آتا ہوں ایسی دعائیں بھی ملتی ہیں، تیری قدرت کی پناہ میں آتا ہوں۔ تیری جبروت کی پناہ میں آتا ہوں، لیکن عرض کیا میں تیری عزت کی پناہ چاہتا ہوں، تیرے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ عزت کی پناہ چاہنے میں، حضور اکرم ﷺ کو اللہ کے لئے عزت کی جو غیرت تھی وہ بھی جھلک رہی ہے۔ یہ ذہن میں خیال ہی تب پیدا ہو سکتا ہے کہ انسان کے نزدیک خدا کی عزت کو بہت ہی بڑا مرتبہ اور مقام حاصل ہو۔ جو ان سوچوں میں سے گزرا ہو جو ان جذباتی کیفیات میں سے گزرا ہو، اس کے وجود پر خدا کی عزت حاوی ہو چکی ہو، وہ جانتا ہو کہ یہ انسان کو اپنی ذات میں ہر طرف سے لپیٹ لیتی ہے یہ کلام جو آنحضرت ﷺ کے دل پر جو خدا کی عزت کا مقام تھا اس کو بھی ظاہر کرتا ہے۔ پھر آخر پر عرض کیا تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو مجھے گمراہی سے بچا۔ کیسا عظیم عجز کا مقام ہے، عرفان اپنی آخری حدوں تک پہنچ گیا تمام مراتب نصیب ہو گئے فرمانبرداری نے نئے ایمان کو جنم دیا، ایمان سے توکل پیدا ہوا عزت کی پناہ میں آ گئے اور عرض کر رہے ہیں تو مجھے گمراہی سے بچا۔ جب تک سانس میں سانس ہے اس وقت تک ہدایت خدا ہی کے ہاتھ میں ہے۔ یہ انتہائی عجز کا مقام ہے جس کے بعد کسی کے ذہن میں اپنی نیکی کا جھوٹا تصور باقی رہ ہی نہیں سکتا۔ بڑے بڑے متقی کہلانے والے دنیا میں آئے لیکن اگر انہوں نے خدا کی شان میں ذرا سی بھی کوئی ایسی حرکت کی جس سے خدا

کی عزت پر حرف آتا ہے تو اللہ تعالیٰ ان کو اٹھا کر ایک طرف پھینک دیتا ہے۔ایک حدیث سے پتا چلتا ہے کہ خدا بعضوں کو فرمائے گا جا تو اور تیری نیکیاں جاؤ جہنم میں مجھے ان کی کوئی پرواہ نہیں۔ پس حضرت محمد رسول اللہ ﷺ حضرت خاتم النبیین ﷺ کا یہ عرض کرنا کہ مجھے گمراہی سے بچا، یہ ہمیں مقام عجز سکھا رہا ہے عجز ہوتا کیا ہے؟ یہ ہمیں ہر قسم کی نیکی کے تکبر سے کلیۃً آزاد کرتا ہے۔تو زندہ ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں۔یعنی اپنی زندگی کو بھی دراصل کلیۃً کالعدم قرار دے دیا ہے۔تو زندہ ہے سے مراد ہے تو زندہ ہے ہم کہاں زندہ ہیں، کوئی اور کہاں زندہ ہے، تیری زندگی سے سب کی زندگی ہے تیرے سوا کسی کو بقا نہیں جن وانس سب کے لئے فنا مقدر ہے۔

پس حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی دعاؤں میں آپؐ کے پاک وصاف سادہ کلام میں غوطے مار کر دیکھیں تو تب آپ کو معلوم ہوگا کہ عرفان ہوتا کیا ہے؟ ورنہ بعض تیراک ہوتے ہیں سطح پر تیرتے ہوئے گزر جاتے ہیں وہ بھی لطف اٹھاتے ہیں لیکن جو گہرے سمندر ہوں ان میں غوطہ زنی سے جو موتی ہاتھ آتے ہیں ان کی مثال، تیرنے والے کو جو لطف آتا تھا ان کے ساتھ کوئی مشابہت نہیں، زمین و آسمان کا فرق ہے۔آنحضرت ﷺ کو خدا کی وحدت کی ایسی غیرت تھی کہ کسی شخص سے ویسے ہی آپ کی عزت کا ویسا کلمہ نکل گیا جس سے آپؐ کو خطرہ پیدا ہوا کہ اس میں شرک کی بو آتی ہے تو آپؐ نے فوراً بڑی سختی سے اس کو منع کر دیا۔ایک صحابی نے آنحضور ﷺ کے سامنے عرض کیا **ما شاء الله و ما شئت** ۔جو اللہ چاہے گا اور جو آپ چاہیں گے وہی ہوگا اس پر آپؐ نے فرمایا **اجعلنی لله ندا** کیا تو نے مجھے خدا کا شریک بنا لیا ہے۔یوں کہو' **ما شاء الله وحده**' وہی ہوگا جو صرف اللہ چاہے گا اور کسی کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوگا۔(مسند احمد حدیث نمبر: ۲۵۸۴۵)۔

بعض دفعہ لوگ مجھے ایسے کلمات لکھ دیتے ہیں میرا دل دہل جاتا ہے میں جانتا ہوں کہ لاعلمی میں لکھتے ہیں لیکن اس شخص نے بھی تو لاعلمی سے کہا تھا۔اسی طرح دعا کے متعلق جب کہیں دعا فرماؤ۔ یوں لگتا ہے میری جان نکل گئی ہے۔ میں کہتا ہوں خدا کا خوف کرو خدا کو کوئی فرما سکتا ہے؟ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو جیسا عشق حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ سے تھا اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی لیکن میں نے بڑے غور سے جہاں تک آپ کی تحریرات کا مطالعہ کیا ہے کہیں آپ نے یہ نہیں لکھا کہ محمد رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ یہ ذکر ملتا ہے اس کی عاجزانہ دعائیں ہی تو تھیں جس نے یہ کام کیا

ہے بس دعا خدا سے کی جاتی ہے اور خدا کے مقابل پر کوئی نہیں ہے جو فرما سکے۔ دعا کے ساتھ عجز کا مضمون ہے۔ پس چاہے آپ اپنے دماغ میں کسی کو کتنا بڑا سمجھیں اس کو یہ کبھی نہ کہا کریں دعا فرمائیں۔ خدا کے حضور عرض کریں یہی اس شخص کی عزت ہے جس کو آپ مخاطب کرتے ہیں اگر سچی عزت چاہتے ہیں تو اس کی عاجزی کے حوالے سے دعا کی درخواست کیا کریں اور اسی طرح جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اللہ ہی چاہتا ہے اور کوئی کچھ نہیں ہوتا۔ یہ بھی نہیں کہنا چاہئے کہ آپ کی دعاؤں کی برکت سے یہ ہوا۔ کیا پتا اللہ تعالیٰ نے کسی طرح فرما دیا۔ آدمی یہ کہہ سکتا ہے شکریہ **جزاک اللہ** آپ نے دعائیں کیں اور اللہ نے اپنا فضل فرمایا۔ یہی توحید خالص ہے جس کی ہمیں ہمیشہ حفاظت کرنی چاہئے۔

بعض دفعہ ایک شخص کے سامنے آ کر لوگ مرعوب ہو کر ڈر جاتے ہیں کانپنے لگتے ہیں اور کئی مخلصین سادہ لوح ایسے آتے ہیں۔ میرے پاس بھی آتے ہیں جو مرعوب ہو جاتے ہیں ان کو میں بڑے پیار سے گلے لگاتا ہوں دل بڑھاتا ہوں تھوڑی دیر میں وہ باتیں کرنا شروع کر دیتے ہیں پھر جا کر لکھتے ہیں ہم تو سمجھتے تھے پتا نہیں کوئی بات ہوگی بھی کہ نہیں۔ آپ تو عام آدمی ہی ہیں، انسانوں کی طرح ہی ہیں ان کو کیا پتا کہ شاید میں عام انسانوں سے بھی گرا ہوا ہوں گا لیکن اللہ کا احسان ہی ہے جس نے اپنے ایک منصب پر کھڑا کیا اس منصب کی غیرت رکھتا ہے اس لئے پردے ڈھانپے ہوئے ہیں۔ چنانچہ حدیث میں آتا ہے کہ ایک شخص آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا وہ آپؐ کے رعب سے تھر تھر کانپ رہا تھا۔ اس کے کندھے اس خوف سے کہ میں کس کے حضور حاضر ہو گیا ہوں بڑے جوش کے ساتھ ہل رہے تھے۔ آپؐ نے اس کو فرمایا مجھ سے مت ڈرو میں قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی۔ کیسا پیارا کلام ہے مجھ سے نہ ڈرو میں تو ایک قریشی عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھی (ابن ماجہ کتاب الاطعمہ باب القدید) جو بھی آپؐ کے حضور پہنچتا تھا دیکھتے دیکھتے آنحضورؐ اس کے دل تک اتر آئے تھے۔ کیونکہ آنحضورؐ تک پہنچنا ناممکن تھا، ناممکن ہے ناممکن رہے گا۔ اللہ بھی تو آپ پر اترا تھا۔ ایک حد تک انسان ایک بلند انسان تک جا سکتا ہے۔ اس کے بعد دوسرے کو اترنا پڑتا ہے۔

پس حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے دیکھیں کیسی عارفانہ بات فرمائی جب فرمایا معراج تو قلب محمدؐ پر ہوا تھا یہ وہ عرش الٰہی تھا جس پر خدا اترا تھا۔ واقعہ یہی ہے ورنہ انسان کو کیا طاقت کہ وہ اڑانے کر سکے، یہ ہو ہی نہیں سکتا جب خدا ہر جگہ ہے تو جس دل پر وہ اتر آئے، جس دل کو وہ اپنی

تجلّی کی آماجگاہ بنالے وہی عرش ہے اور جہاں سب سے زیادہ شان سے وہ اترے وہ سب سے بلند تر عرش ہے۔ معراج کا مطلب یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے قلب مطہر پر خدا اس شان سے جلوہ گر ہوا ہے کہ تمام بنی نوع انسان میں سے نہ کبھی پہلے کسی کو توفیق ملی نہ آئندہ کسی کو مل سکتی ہے۔ پس عرش پر خدا کا اترنا یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بھی اپنے رنگ میں ایک عجز کا اظہار فرماتا ہے یہ اور طرح کا عجز ہے لیکن اگر بندوں پر نہ جھکے تو بندوں کی کیا مجال کہ خدا سے تعلق رکھ سکیں۔ پس توحید خالص کے مضمون کو سمجھیں حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی سیرت میں اس مضمون کا مطالعہ کریں باقی کچھ حصہ میں انشاءاللہ آئندہ خطبہ میں بیان کروں گا اور اس کے بعد پھر مضمون کا دوسرا حصہ شروع ہوگا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذات کا عرفان عطا کرے۔ کیونکہ عرفان کے نتیجہ میں عجز پیدا ہوتا ہے اس کے بغیر نہیں۔ جتنا عجز بڑھتا ہے اتنا ہی اللہ تعالیٰ ایسے شخص کے دل کو اپنے جلووں کی آماجگاہ بنالیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین